32

اگر کسی مذہب پر عمل کرنے کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نہیں ملتا تو وہ مذہب محض نام کا مذہب ہے

عبادت، حُسن ظنی، اطاعت، دین کے لئے قربانی کا جذبہ، نماز اور روزہ وہ ذرائع ہیں جن سے خدا تعالیٰ ملتا ہے

(فرمودہ 26 ستمبر 1952ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''مذہب جس کے پیچھے دنیا کا اکثر حصہ فریفتہ ہے اور جس کے نام سے اور جس کی خاطر ہر سال ہزاروں اور لاکھوں بے گناہوں کو قتل کر دیا جاتا ہے، ہزاروں اور لاکھوں بے قصوروں پر ظلم کیا جاتا ہے اور ہزاروں اور لاکھوں مستحقین امداد کو امداد سے محروم کیا جاتا ہے وہ اپنے اندر درحقیقت ایک ہی خصوصیت رکھتا ہے۔ اور وہ خصوصیت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اور بندہ کے درمیان تعلق پیدا کیا جائے۔ دنیا میں کئی قسم کی نیکیاں پائی جاتی ہیں۔ لیکن اگر مذہب نہ بھی ہو تو بھی لوگ وہ کام کرتے ہیں اور دوسروں سے کرواتے ہیں۔ مثلاً ماں باپ سے محبت کرنا ہے۔ ایک دہریہ بھی اپنے ماں باپ سے محبت کرتا ہے۔ ایک فلسفی بھی ماں باپ سے محبت رکھتا ہے۔ ایک حریص اور لالچی انسان جو دوسروں کا مال لُوٹ کر اپنا گھر بھرنا چاہتا ہے وہ بھی جب ماں باپ کے

سامنے آتا ہے تو اس کی آنکھوں میں محبت کی جھلک آ جاتی ہے۔ ایک ڈاکو اور قاتل انسان بھی ماں باپ سے محبت کرتا ہے۔ اور بسا اوقات وہ قاتل اور ڈاکو بنتا ہی اس لئے ہے کہ کسی نے اس کے ماں باپ، بہن بھائی یا کسی اَور رشتہ دار پر ظلم کیا ہوتا ہے اور وہ اس کا بدلہ لینے کے لئے اس ظالم کو قتل کر دیتا ہے، وہ اس کا بدلہ لینے کے لئے ڈاکو بن جاتا ہے۔ اور مذہب بھی یہی کہتا ہے کہ ماں باپ سے محبت کا سلوک کرو اور ان کا احترام کرو۔ پھر مذہب کہتا ہے بیوی سے محبت کرو اور اس کا احترام کرو۔ مذہب کہتا ہے عورت اپنے خاوند سے محبت کرے اور اس کا احترام کرے۔ لیکن اگر مذہب نہ بھی ہو تو بھی لوگ اپنی بیویوں سے محبت کریں گے۔ اگر مذہب نہ بھی ہو تو بھی عورتیں اپنے خاوندوں سے محبت کریں گی اور ان کا احترام کریں گی۔ پھر مذہب کہتا ہے جھوٹ نہ بولو۔ اب اس کے لئے کسی مذہب کی ضرورت نہیں۔ جن قوموں میں کوئی مذہب نہیں پایا جاتا مثلاً پرانے حبشی قبائل ہیں جو خدا اور اُس کے رسول اور کتاب پر ایمان نہیں رکھتے انہیں دیکھ لو۔ وہ بھی شریف انسان کی یہی تعریف کریں گے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا حالانکہ وہ کسی مذہب کے متبع نہیں، ان کا رسول اور کتاب پر ایمان نہیں ہوتا۔ لیکن شرافت کے ساتھ سچ کا تعلق وہ بھی مانتے ہیں۔ پھر چوری چکاری کے ساتھ بھی مذہب کا کوئی تعلق نہیں۔ مذہب بے شک یہ کہتا ہے کہ چوری نہ کرو لیکن جہاں مذہب نہیں وہاں بھی شرافت یہ کہتی ہے کہ چوری کرنا بُرا ہے۔ پھر لڑائی جھگڑا، دنگا فساد، غیبت اور دوسرے سے بُغض اور کینہ رکھنا ہے۔ مذہب ان سے منع کرتا ہے۔ لیکن اگر مذہب نہ بھی ہو تو بھی ایک شریف انسان ان برائیوں سے اجتناب کرے گا۔ پس یہ تمام چیزیں ایسی ہیں کہ جہاں مذہب نہیں وہاں بھی پائی جاتی ہیں اور جہاں مذہب ہے وہاں بھی یہ سب موجود ہیں۔ اگر کوئی چیز ایسی ہے کہ جہاں مذہب ہے وہاں تو وہ موجود ہے لیکن جہاں مذہب نہیں وہاں وہ موجود نہیں۔ تو وہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا خیال ہے۔ اگر مذہب نہیں تو انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا خیال نہیں رکھتا۔ وہ کہے گا مجھے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے یا وہ سرے سے خدا تعالیٰ سے ہی انکار کر دے گا۔ لیکن ایک مذہب کا پابند انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا محتاج ہوتا ہے۔ ہر مذہب کا ماننے والا کہے گا کہ مجھے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس امتیازی نشان کو کس حد تک اختیار کیا

جاتا ہے؟ کہنے کوتو ہر مذہب والا یہی کہتا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے لیکن کتنے لوگ ہیں جن میں تعلق باللہ پیدا کرنے کا احساس اُس شدت سے پایا جاتا ہے جس شدت سے وہ پایا جانا چاہیے۔ 100 میں سے 99 نہیں۔ ہزار میں سے 999 نہیں۔ بلکہ ایک لاکھ میں سے ننانوے ہزار نوسو ننانوے اور شاید اِس سے بھی کم وہ لوگ نکلیں گے جن میں مذہب کا خیال تو ہے لیکن خدا تعالیٰ سے محبت نہیں۔ اور صرف یہی نہیں کہ انہیں خدا تعالیٰ سے محبت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے کا خیال بھی ان میں نہیں پایا جاتا۔ ایک انسان تندرست ہے تو اچھی بات ہے۔ لیکن اگر ایک شخص بیمار ہے اور اسے خواہش ہے کہ اُس کا علاج ہو تو بھی اُس کے اچھے ہونے کی امید ہے۔ لیکن اگر ایک انسان بیمار ہے اور وہ اپنے علاج کا خیال بھی نہیں کرتا تو اُس کے اچھا ہونے کی امید نہیں ہوسکتی۔ ایک لاکھ میں سے ننانوے ہزار نوسو ننانوے کو تو خواہش ہی نہیں کہ اُن کا علاج ہو۔ اس لئے امید نہیں کہ وہ اچھے ہوں۔ بیماری سے وہی شخص شفا پاسکتا ہے جس کو یہ احساس ہو کہ میں بیمار ہوں اور اس بیماری سے نجات حاصل کرنے کے لئے مجھے کوشش کرنی چاہیے۔

ہماری جماعت ایک نئی قائم شدہ جماعت ہے۔ اس پر ابھی جوانی کا وقت بھی نہیں آیا لیکن زمانہ کی رَو اور گرد و پیش کے حالات کی وجہ سے میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے لوگوں میں یہ جذبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کیا جائے، خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کی جائے۔ روزانہ 50، 60 خطوط دعا کے لئے مجھے آتے ہیں اور اگر رقعے وغیرہ ملا لئے جائیں تو سو سوا سو بن جاتے ہیں۔ ان تمام خطوط کو نکال کر دیکھ لو اُن میں یہی ذکر ہو گا کہ میری بیوی بیمار ہے دعا کریں کہ وہ تندرست ہو جائے۔ میں نے ایک سودا کیا ہے دعا کریں کہ یہ سودا بابرکت ہو، میں نے شادی کرنی ہے دعا کریں کہ کوئی اچھی بیوی مل جائے، میرے گھر بچہ پیدا ہونے والا ہے دعا کریں کہ لڑکا پیدا ہو، میری ترقی کا وقت آ گیا ہے دعا کریں کہ میرے آفیسر مجھے ترقی دے دیں، میں نوکری کرنے والا ہوں دعا کریں کہ مجھے کوئی اچھی ملازمت مل جائے، میں ایک دکان کھولنے والا ہوں دعا کریں کہ اس دکان میں خدا تعالیٰ برکت ڈالے۔ مَیں نے فلاں فصل بوئی ہے دعا کریں کہ بارش ہو جائے اور فصل اچھی ہو۔ غرض سو سوا سو خطوط اِسی قسم کے ہوں گے اور معلوم

ہوگا کہ ہر انسان کا ذہن، دکان، نوکری، کلرکی، صحت، تندرستی وغیرہ کی طرف جا رہا ہے اور اگر کوئی خانہ خالی ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ کا ہے۔ بہت کم خطوط ایسے نکلیں گے جن کے لکھنے والوں میں خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی تڑپ پائی جاتی ہو۔ سوسوا سو خطوط میں سے ایک دو خط ایسے ہوں گے جن میں تعلق باللہ اور خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے کے لئے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔ خصوصاً نوجوانوں میں مَیں دیکھتا ہوں کہ ان میں خدا تعالیٰ سے ملنے کی خواہش بہت کم ہے۔ ان کی زبان زیادہ لمبی ہوتی ہے، وہ دوسروں پر اعتراضات کریں گے، ان میں نقص نکالیں گے لیکن ان میں سے کوئی اپنی طرف نہیں دیکھے گا کہ اس میں فلاں نقص ہے اور اس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا ہے تمہیں دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا[1]۔ یہ فقرہ کیا ہی سچا فقرہ ہے۔ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جو اپنے آپ کو مصلح اور ریفارمر قرار دینا چاہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ گند میں سے مُشک نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بھلا کوئی انسان پیشاب اور پاخانہ سے بھی مُشک نکال سکتا ہے۔ مُشک کے لئے خدا تعالیٰ نے جو ذرائع بتائے ہیں انہیں ذریعوں سے وہ حاصل ہوگی۔ اور عبادت، حُسنِ ظنی، اطاعت، دین کے لئے قربانی کا جذبہ، نماز اور روزہ وغیرہ ہی ایسے ذرائع ہیں جن سے خدا تعالیٰ ملتا ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہو تو اُس کے حصول کے جو ذرائع ہیں اُن سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

میں نے جماعت کو پہلے بھی کئی بار کہا ہے اور اب پھر کہنا چاہتا ہوں خصوصاً نوجوانوں کو میں کہتا ہوں کہ اگر تم احمدیت، اسلام اور مذہب سے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو وہ فائدہ تم اُس وقت تک نہیں اٹھا سکتے جب تک کہ تمہیں خدا تعالیٰ نہ ملے۔ باقی چیزیں اس کی تابع ہیں۔ بے شک احمدیت کی ترقی اچھی چیز ہے لیکن اگر ایک گاؤں سارے کا سارا احمدی ہو جائے اور اسے خدا تعالیٰ نہ ملے تو صرف اتنی بات ہوگی کہ اِس سیاہی سے منہ کالا نہیں کیا اُس سیاہی سے منہ کالا کر لیں۔ اِس گندے جوہڑ سے پانی نہیں پیا اُس گندے جوہڑ سے پانی پی لیا۔ اگر خدا تعالیٰ نہیں ملتا تو سیاہی نور نہیں بن جائے گی۔ اگر خدا تعالیٰ نہیں ملتا تو جوہڑ آبِ زمزم نہیں بنے گا۔ سیاہی سیاہی ہی ہے چاہے اس کا نام ہندو رکھ لو، عیسائی رکھ لو، مسلمان رکھ لو یا احمدی رکھ لو۔ چھپڑ جس کو اردو میں جوہڑ کہتے ہیں وہ جوہڑ ہی ہے وہ آبِ زمزم نہیں کہلا سکتا چاہے اُس کا کوئی

نام رکھ لو جب تک وہ فی الواقع آبِ زمزم نہیں بن جاتا۔ اِسی طرح احمدیت اور اسلام تمہیں اُس وقت تک کوئی فائدہ نہیں دے سکتے جب تک تمہیں خدا تعالیٰ نہیں مل جاتا۔ تم اگر عرق گاؤزبان کی بوتل پر روح کیوڑہ لکھ دو تو کیا وہ روح کیوڑہ بن جائے گا؟ پانی پر اگر روحِ گلاب لکھ لیا جائے تو اس سے کیا بنتا ہے۔ جب اندر روحِ گلاب نہ ہو۔ یہ تو دھوکا ہوگا۔ دھوکا باز عطّار اسی طرح کرتے ہیں۔ علاقہ میں وبا شروع ہوتی ہے مثلاً ملیریا شروع ہوتا ہے اور حکیم لکھنا شروع کر دیتے ہیں کہ مریض کو عرق مکو اور عرق گاؤزبان پلاؤ۔ تو ایک دیانتدار عطّار بعض دفعہ کہہ دے گا کہ میرے پاس عرق مکو اور عرق گاؤزبان تیار نہیں لیکن بد دیانت عطّار کہے گا میرے پاس دونوں چیزیں موجود ہیں۔ وہ پانی لے گا، بوتل میں بھرے گا اور کہے گا یہ عرق مکو ہے، یہ عرق کاسنی 2 ہے، یہ عرق گلاب ہے، تم جو عرق بھی مانگو گے وہ اس کے پاس موجود ہوگا۔

ہماری تاریخِ طب کی کتابوں میں ایک تاریخی واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک عباسی بادشاہ نے کہا اب طب ترقی کر رہی ہے۔ تو کسی نے کہا طب ترقی کیسے کر سکتی ہے۔ جب تک دوائیں بیچنے والوں میں دیانت پیدا نہ ہو تم چاہے کوئی نسخہ لکھواُس سے کیا فائدہ ہوگا۔ بادشاہ نے کہا بغداد میں دوا فروشوں کی پانچ چھ سو دکانیں ہیں تم تجربہ کر لو۔ اِس پر انہوں نے کسی دوائی کا مصنوعی نام رکھ لیا اور کہا یہ دوا منگوا دو۔ وہ دوا آنی شروع ہوئی۔ کسی دوا فروش نے ملٹھی بھیج دی اور کہہ دیا یہی وہ دوا ہے، کسی نے عناب بھیج دیئے اور کہہ دیا یہی وہ دوا ہے۔ غرض سب دکانداروں نے یہی طریق اختیار کیا۔ صرف ایک دکاندار ایسا نکلا جس نے کہا کہ میرے پاس یہ دوا نہیں میں نے یہ نام نہیں سنا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ کس دکاندار نے سچ بولا ہے؟ تو طبیبوں نے کہا سب جھوٹ بولتے ہیں سچا وہی ہے جو کہتا ہے کہ میں نے یہ نام پہلے نہیں سنا کیونکہ ہم نے مصنوعی نام رکھ کر یہ تجربہ کیا تھا۔ اِسی تجربہ کی وجہ سے مسلمان بادشاہوں نے دوا سازی کا بھی امتحان رکھا تھا۔ (پاکستان میں بھی اب یہ کوشش ہو رہی ہے) دوائیوں کی پہچان کے لئے سکول بنائے گئے تھے اور جو شخص وہ مخصوص امتحان پاس کر لیتا تھا اُسی کو دوائی بیچنے کی اجازت دی جاتی تھی۔

اِسی طرح تم کوئی نام رکھ لو۔ تم مٹی کا نام سونا رکھ لو تو مٹی سونا نہیں بنے گی۔ تم دنیا داری کا نام مذہب رکھ لیتے ہو تو تمہیں مذہب کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ مذہب اُس وقت تک کوئی فائدہ

نہیں دیتا جب تک کہ تعلق باللہ پیدا نہ ہو۔ مذہب خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا نام ہے۔ آپ لوگ نمازیں پڑھیں، ذکرِ الٰہی کی عادت ڈالیں، غور وفکر کی عادت پیدا کریں، ہر ایک بات کو سوچیں اور اس سے نتیجہ نکالیں۔ آج کل لاکھوں میں کوئی ایک ہوگا جسے سوچنے کی عادت ہو۔ سب لوگ نقل کے عادی ہوتے ہیں۔ بات سن لی اور نقل کر دی۔ یہ نہیں کہ خود سوچ بچار کر کے کوئی نتیجہ اخذ کیا جائے۔ وہ خود اس بات پر غور نہیں کرتے کہ سچ کی کیا تعریف ہے، قومیں کیسے بنتی ہیں، کن ذرائع سے بھلائیاں بُرائیاں نظر آتی ہیں اور بُرائیاں بھلائیاں نظر آتی ہیں۔ جب انسان بجائے غور وفکر کے محض جذبات سے کام لیتا ہے تو وہ ٹھوکر کھاتا ہے۔ تم اگر کامیاب ہونا چاہتے ہو، تم اگر بامراد ہونا چاہتے ہو، تم اگر خوشی کی موت مرنا چاہتے ہو تو تم اپنی زندگی کو مفید بناؤ۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہتر عبادت یہی ہے کہ تم یہ محسوس کرو کہ تم خدا تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر تم خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھ رہے تو تمہیں یہ یقین ہو کہ خدا تعالیٰ تمہیں دیکھتا ہے[3] تم بھی اپنے اندر یہی رنگ پیدا کرو تا جب موت آئے تو اگر تم خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھتے تو تمہیں یقین ہو کہ خدا تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس کے بغیر حقیقی راحت حاصل نہیں ہوسکتی۔ باقی چیزیں سب ڈھکوسلے ہیں ان میں کوئی حقیقت نہیں۔ اگر کسی مذہب پر عمل کرنے کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نہیں ملتا تو وہ مذہب محض نام کا مذہب ہے اُس کے اندر کوئی حقیقت نہیں۔''

(الفضل 14؍اکتوبر 1952ء)

1: متی باب 7 آیت 3

2: **کاسنی**: سلاد کے پتوں سے مشابہ ایک بوٹی جو اندرونی ورم میں فائدہ دیتی ہے۔ اس کے بیج اور عرق بھی دوا کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ (اردو لغت تاریخی اصول پر۔ جلد 14 صفحہ 481 کراچی 1992ء)

3: بخاری کتاب الایمان۔ باب سُؤَالِ جِبْرِيْلَ النَّبِی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِيْمَان. (الخ)